مرکزی جمعیت اہلحدیث بلوچستان کی زلزلہ متاثرین کے لئے خدمات اور کوئٹہ کا ایک یادگار و مشاہداتی سفر

عبدالمالک مجاہد

میں نے پہلی مرتبہ کوئٹہ کا سفر 1976ء میں کیا تھا۔ اس کے بعد متعدد بار مرکزی جمعیت اہلحدیث بلوچستان کے امیر مولانا علی محمد ابوتراب نے مجھے کوئٹہ آنے کی دعوت دی۔ مگر سعودی عرب آنے کے بعد پاکستان جانے کا وقت کم ہی ملتا ہے۔ جب بھی پاکستان گیا چند دن کے لئے' یا زیادہ سے زیادہ ہفتہ دس دن کے لئے ہی جانا ہوا۔ اس دوران دفتری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ رشتہ داروں سے ملاقاتیں بھی مکمل نہ ہو پاتیں کہ میں فیملی مسائل کو ادھورا چھوڑ کر واپس آجاتا۔

فروری 2009ء کے آخری عشرہ میں بچوں کو سکول سے چھٹیاں تھیں۔ پاکستان جانے کا پروگرام بنا تو پی آئی اے والوں کی مہربانی سے بارہ دن کا پروگرام بن گیا۔ میں نے لاکھ کوشش کی کہ واپسی جلدی ہو جائے مگر برادرم ارشد صاحب کا کہنا تھا کہ اس سے پہلے کوئی فلائٹ ہی دستیاب نہیں۔ ادھر ابوتراب صاحب کو بھی کہیں سے معلوم ہو گیا کہ میں پاکستان آرہا ہوں۔ اب کے بار انہوں نے انسانی ہمدردی کا سہارا لیا۔ ان کا کہنا تھا کہ 29 اکتوبر 2008ء کو بلوچستان میں جو ہولناک زلزلہ آیا تھا اور وسیع پیمانے پر نقصان ہوا۔ زیارت' ہرنائی اور پشین کے ڈیڑھ سو کلومیٹر کے علاقے میں متعدد گاؤں ملیامیٹ ہو گئے۔ کم و بیش 500 افراد لقمہ اجل بنے۔ ہزاروں زخمی اور بے خانماں ہوئے۔ اس علاقہ میں سردیوں میں شدید سردی ہوتی ہے۔ آپ آکر دیکھیں تو سہی لوگوں کی حالت زار کیا ہے۔ دیگر بہت ساری رفاہی تنظیموں کی طرح جمعیت اہل حدیث بلوچستان نے بھی زلزلہ متاثرین کے لئے امدادی سرگرمیوں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ متاثرین میں خوراک' کمبل' ٹینٹ اور ادویات تقسیم کیں اور یہ کام ابھی تک جاری ہے۔ بے خانماں لوگوں میں سٹیل کے شیلٹر ہومز تقسیم کئے جارہے ہیں۔ میں خود بھی بلوچستان کے عوام سے ملنا چاہتا تھا۔ ان کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہتا تھا اور کچھ اپنا حصہ بھی ادا کرنا چاہتا تھا۔ اس لئے ہامی بھر لی۔ یہ 26 فروری 2009ء کی ایک خوبصورت صبح تھی۔ لاہور سے کوئٹہ کے لئے PIA کی پرواز صبح ساڑھے دس بجے روانہ ہو رہی تھی۔ PIA نے ایک نئی کلاس متعارف کروائی ہے جس کا نام اکانومی پلس

ہے۔ پی آئی اے کے برادرم شہزادہ وسیم صاحب لاہور ایئرپورٹ پر بتار ہے تھے۔ کہ صرف 10% زیادہ ادائیگی کر کے مسافر اکانومی کے بجائے بزنس کلاس میں سفر کر سکتا ہے۔ یہ سروس چند روٹوں پر میسر ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے مفید ہے جو زیادہ رقم بھی ادا کرنا نہیں چاہتے اور وی آئی پی سفر کا مزا بھی لینا چاہتے ہیں۔ اور واقعی ایسا ہوا۔ ہم نے بھی اس موقع سے فائدہ اٹھایا۔ اس سفر میں میرے رفیق سفر دارالسلام لاہور برانچ کے مینجر عزیزی حافظ عبدالعظیم اسد تھے۔ ہماری سیٹ واقعی پہلی رو میں تھی۔ جیسے ہی بیٹھے ادھر ذرا شور سا ہوا۔ میں نے نگاہ اٹھا کر دیکھا ایک دھان پان سا قدرے گہرے رنگ کا ایک شخص اندر داخل ہو رہا ہے جسے قومی ائرلائن کا عملہ عام روٹین سے ہٹ کر پزیرائی دے رہا ہے۔ میں نے کہا؛ ارے! یہ تو علی احمد کرد ہیں۔ سپریم کورٹ بار کونسل کے صدر۔ اور لمحہ بھر کے بعد وہ ہم سے پچھلی نشست پر براجمان تھے۔ مجھ سمیت اس کلاس میں بیٹھے تمام مسافروں نے ان سے ہاتھ ملایا۔ ان کے ساتھ والی نشست خالی تھی۔ جیسے ہی فلائٹ ہموار ہوئی میں ان کے ساتھ والی سیٹ پر جا بیٹھا۔ وکلاء کی حالیہ تحریک میں علی احمد کرد نہایت سنجیدہ، پرعزم اور بہادر لیڈر کے طور پر ابھرے ہیں۔ ان سے خوب باتیں ہوئی۔ خصوصاً اسلام آباد میں سولہ مارچ کو ہونے والے دھرنا کے حوالے سے کتنے ہی سوالات ہوئے جن کا انہوں نے نہایت احسن انداز میں جواب دیا۔ میں نے ان کو دارالسلام کا تعارف کروایا۔ بریف کیس سے اپنی کتاب ''سنہرے فیصلے'' نکال کر انہیں پیش کی۔ وکلاء تحریک کو مالی طور پر کون سپورٹ کر رہا ہے؟ میرے اس سوال پر کرد صاحب قدرے جذباتی ہو گئے۔ تمام اخراجات ہم خود برداشت کرتے ہیں۔ وکلاء اپنے ذاتی جیب سے خرچ برداشت کرتے ہیں۔ کسی سے ایک پیسہ بھی نہیں لے رہے۔ میرے ذہن میں جتنے بھی سوالات تھے میں نے کر ڈالے۔ ان کے پاس معقول جوابات تھے۔ وہ کہہ رہے تھے؛ ''مجاہد صاحب! ہم نے اپنا تن، من، دھن اور اپنے آرام کو خیر باد کہہ رکھا ہے۔ میں گذشتہ پندرہ دنوں سے گھر سے باہر ہوں۔ میں کوئٹہ کا رہنے والا ہوں۔ آج رات ہم ڈیرہ غازی خان میں تھے۔ وہاں سے رات گئے واپس آیا ہوں۔ ابھی نیند پوری نہیں ہوتی کہ ہم پھر نکل پڑتے ہیں۔ ہمارا ہدف ایک آزاد عدلیہ کا قیام ہے۔'' ایک دن پہلے ہی محترم شہباز شریف کو عدالت نے نااہل قرار دیا تھا وہ اس پر سخت رنجیدہ تھے۔ ان کا کہنا تھا کہ ''اس قسم کے فیصلے ملک کی بدقسمتی ہے۔'' ہماری سیٹ کے پیچھے والی سیٹ پر محترم ڈاکٹر ندیم صاحب بیٹھے تھے۔ وہ بھی ہماری گفتگو سن رہے تھے۔ کچھ دیر کے بعد وہ بھی اپنی سیٹ پر کھڑے ہو گئے ان کے بھی کچھ سوالات تھے۔ جن کے انہوں نے بڑی متانت سے جواب دیئے۔ کرد صاحب کی مصاحبت میں سفر کا پتہ بھی نہ چلا اور ہم کوئٹہ ایئرپورٹ پر اتر چکے تھے۔ وی آئی پی لاؤنج میں کھڑے مولانا علی محمد ابوتراب صاحب نے ہاتھ ملایا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہم گلے مل رہے تھے۔ مولانا ابوتراب

1993ء سے جمعیت اہل حدیث بلوچستان کے امیر چلے آ رہے ہیں۔ ایئرپورٹ کے ہال کے باہر کارکنان جمعیت اہل حدیث کی ایک بڑی تعداد موجود تھی۔ فرداً فرداً تعارف کے بعد گاڑیوں کے ایک لمبے قافلے کا رخ جامعہ سلفیہ کی جانب تھا۔ یہ ادارہ 1987ء میں مولانا ابوتراب کے والد گرامی مولانا نور محمد سلفی اور مولانا حبیب اللہ سلفی نے مل کر قائم کیا تھا۔ ایئرپورٹ روڈ پر واقع جامعہ سلفیہ دعوۃ الحق کی بڑی پرشکوہ بلڈنگ ہے۔ چار ایکڑ پر محیط اس بلڈنگ میں ستر کمروں پر مشتمل تعلیمی کمپلیکس میں مدرسہ سکول اور کالج ہے۔ 950 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ ایک خوبصورت جامع مسجد ہے جو شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے نام سے موسوم ہے۔ ایک بہت خوبصورت اور کشادہ لائبریری ہے۔ جس میں بڑی نادر اور عمدہ کتب موجود ہیں۔ لائبریری کو سعودی عرب کے سابق مفتی اعظم اور عصر حاضر کے نامور عالم دین شیخ عبداللہ بن عبدالعزیز باز رحمہ اللہ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے۔ ایک ادارہ مرکزی جمعیت ہی کے زیر انتظام معہد العلوم الشرعیہ بھی ہے۔ جس کے مدیر مولانا محمد اسماعیل ہیں جو مدینہ یونیورسٹی سے فارغ التحصیل ہیں۔ اس معہد کا معادلہ جامعہ اسلامیہ مدینہ منورہ کے ساتھ ہے۔ ایک ادارہ بچیوں کی تعلیم کے لئے مدرسہ عائشہ صدیقہ کے نام سے قائم ہے۔ اس میں 450 طالبات زیر تعلیم ہیں۔ شیخ عبدالحنان حمید الحسن اس کے مدیر ہیں۔ یہاں بڑے بڑے خاندانوں کی بچیاں بھی زیر تعلیم ہیں۔ نواب محمد اکبر خان بگٹی کی بیٹی اور ہمایوں مری کی بیوہ بھی یہاں زیر تعلیم ہے۔ سابق ڈپٹی چیئرمین سینٹ نواب خیر بخش مری کی بیٹی بھی زیر تعلیم ہے۔ جامعہ سلفیہ میں داخل ہوئے تو طلباء کے چاق و چوبند دستے نے ہمارے قافلے کا استقبال کیا۔ اب ہم مہمانوں کے کمرے میں تھے۔ چائے کا دور چلا۔ جامعہ کے ناظم قاری امین اللہ ابوبکر اور دیگر سینئر اساتذہ کرام تشریف فرما تھے۔ نوجوانوں نے چائے پیش کرنا شروع کی۔ مہمانوں کے سامنے چھوٹی چھوٹی پلیٹوں میں گڑ کی ٹکڑیاں رکھی گئی تھیں۔ مہمانوں نے گڑ منہ میں رکھا اور پھر پھیکی چائے پینے لگے۔ میرے لئے یہ پہلا تجربہ تھا جو بڑا منفرد اور خوشگوار ثابت ہوا۔

ظہر کی نماز کے بعد ہمارا رخ زلزلہ زدہ علاقوں کی طرف تھا جہاں 29 اکتوبر 2008ء کو زلزلہ نے تباہی مچا دی تھی۔ مولانا ابوتراب اور حاجی محمد نواز چیئرمین ریلیف کمیٹی (سابق ایڈیشنل ہوم سیکرٹری بلوچستان) نے بتایا کہ امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پروفیسر ساجد میر حفظہ اللہ کی ہدایت پر مقامی جمعیت نے وہاں اسی روز امدادی سرگرمیوں کا آغاز کر دیا تھا۔ جمعیت کے کارکنان 28 اکتوبر کے روز ہی زیارت پہنچ گئے اور وہاں انہوں نے فوت شدگان کی تدفین اور زخمیوں کی تیمارداری میں بھرپور حصہ لیا۔ تین ایمبولینس گاڑیاں مع ادویہ اور ڈاکٹر صاحبان آج تک مسلسل مصروف عمل ہیں۔ کان ڈپو میں اگلے ہی روز جمعیت کی طرف سے پروفیسر

ساجد میر کے حکم پر ریلیف کیمپ قائم کر دیا گیا تھا۔ یہ کیمپ ابھی تک ریلیف کے کاموں میں مشغول ہے۔ جمعیت اب تک بلوچستان کے زلزلہ زدہ علاقوں میں ساڑھے پانچ کروڑ روپے مالیت کا سامان تقسیم کر چکی ہے۔ جس میں خوراک کے پیکٹ، کمبل، ٹینٹ، لحاف، آٹا اور ادویات وغیرہ ہیں۔ اب تک دو سو شیلٹر ہومز کان بنگلہ، کلی مولوی عبدالمجید، کلی عبداللہ خاں اور کلاچینہ میں تعمیر کئے جا چکے ہیں، جب کہ مزید دو سو گھروں کی تعمیر کا کام جاری وساری ہے۔ جمعیت کے آئندہ کے پروگراموں میں پچاس مساجد کی تعمیر کا منصوبہ بھی ہے جس کی ابتدا ہو چکی ہے۔

کوئٹہ سے زیارت کے راستہ پر ہماری گاڑیوں کا قافلہ رواں دواں تھا۔ محترم ابوتراب جواں سال، جواں ہمت اور نہایت محنتی رہنما ہیں۔ وہ بلوچستان کے ایک معروف کاکڑ قبیلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ انہوں نے اپنے ساتھیوں کے تعاون سے اس پورے علاقے میں مساجد اور مدارس کا جال پھیلا رکھا ہے۔ آج سے 30-32 سال قبل جب میں کوئٹہ گیا تھا تو اس وقت وہاں پٹیل روڈ پر ایک ہی اہل حدیث مسجد تھی۔ مگر آج الحمد للہ کوئٹہ شہر میں 32 مساجد ہیں۔ 25 تعلیمی اور رفاہی ادارے مختلف ناموں سے لوگوں کی خدمت کر رہے ہیں۔ اس علاقے میں پہلے اہل حدیث بہت کم تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ ہر دور اور ہر عہد میں مردان کار پیدا فرماتا رہتا ہے۔ مولانا ابوتراب کے والد گرامی مولانا نور محمد سلفی نے یہاں دن رات کتاب وسنت کی روشنی پھیلانے کے لئے کام کیا۔ حتی کہ انہیں اس جرم کی پاداش میں شہید کر دیا گیا مگر ان کی قربانی رنگ لائی اور اس علاقے میں درجنوں علماء نے مسلک اہل حدیث قبول کیا۔ اس وقت یہ علماء جامعہ سلفیہ اور دیگر مدارس میں مدرسین کے طور پر فرائض انجام دے رہے ہیں۔

زیارت کے راستے میں برلب سڑک ایک انتہائی خوبصورت مسجد نظر آئی۔ ہمارا قافلہ وہاں تھوڑی دیر کے لئے نماز کی ادائیگی کی غرض سے رکا اور نماز ادا کر کے ہم پھر سوئے منزل رواں دواں تھے۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے نوجوان شدید سرد موسم کے باوجود سکواڈ کی صورت میں قافلے کے آگے آگے چل رہے تھے۔ ایک گھنٹے کی مسافت طے کرنے کے بعد ہم نے زیارت کے قریب پہنچ کر ایک سکول میں پڑاؤ ڈالا جہاں مرکزی جمعیت اہل حدیث بلوچستان نے زلزلہ زدگان کے لئے ایک ریلیف کیمپ بنا رکھا تھا۔ وہاں زیارت کی ضلعی انتظامیہ کے ارکان بھی موجود تھے۔ جن میں ملک حیات اللہ، سید نصیر اللہ، حاجی نظام الدین اور دیگر شامل تھے۔ ب۔ نے فرداً فرداً ارکان وفد سے معانقہ کیا اور ان سب کا شکریہ ادا کیا کہ وہ وقت نکال کر یہاں تشریف لائے۔ انتظامیہ کے ارکان بھی ہمارے قافلے میں شامل ہو گئے اور اب ہمارا رخ پہاڑوں کے اوپر

بنے ہوئے اس گاؤں کی طرف تھا جہاں الاحسان شیلٹر ہومز کی جانب سے متاثرین زلزلہ کے لئے سٹیل کے گھر بنا کران کے حوالے کئے جانے کی تقریب منعقد ہونے والی تھی۔ سڑک کٹی پھٹی تھی' دور ہی سے زلزلے کے اثرات کا اندازہ ہو رہا تھا۔ موسم خراب تھا' سردی کے باعث باغات مرجھائے ہوئے تھے۔ درختوں پر کوئی سبز پتہ دکھائی نہ دیتا تھا مگر جا بجا صاف پانی کے چشمے جاری تھے۔ ابوتراب صاحب بتلا رہے تھے کہ جیسے ہی موسم گرما آئے گا یہ سارا علاقہ سر سبز و شاداب ہو جائے گا۔ زیارت یہاں سے تھوڑے ہی فاصلے پر تھا۔ جب ہم اپنے مقام پر پہنچے تو وہاں پر مقامی قبائل کے سرکردہ افراد اور زلزلے سے متاثرہ افراد موجود تھے۔ ابوتراب صاحب بتلا رہے تھے۔ کہ اب وہاں تقریب منعقد ہو گی جس میں وہ اور ارکان وفد جمعیت اہل حدیث کی جانب سے امدادی سامان تقسیم کریں گے۔ امدادی سامان میں چینی' چاول' دالیں' گھی لحاف' آٹے کے تھیلے اور دیگر اشیاء شامل تھیں۔ اس کے علاوہ شیلٹر ہومز کی تقسیم بھی ہونے والی تھی جن کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

جب پروگرام شروع ہوا تو راقم الحروف نے زلزلہ زدگان سے اظہار ہمدردی کیا۔ مولانا ابوتراب نے جمعیت کے ان ارکان کو زبردست خراج تحسین پیش کیا جنہوں نے شب و روز اپنا آرام ترک کر کے تن من ریلیف کے کاموں میں لگایا ہوا تھا۔ ضلعی انتظامیہ کی نمائندگی کرتے ہوئے محترم ملک حیات اللہ صاحب نے اکابرین جمعیت اور ارکان وفد کا شکریہ ادا کیا اس کے بعد امدادی سامان کی تقسیم عمل میں لائی گئی جس میں سب مہمانوں نے حصہ لیا۔ شرکائے تقریب کی کل تعداد ایک سو پچاس کے قریب تھی۔ مولانا ابوتراب نے بتلایا کہ مقامی لوگوں نے مہمانوں کے لئے کھانے کا اہتمام کر رکھا ہے۔ اس وقت قریباً عصر کا ٹائم ہو چکا تھا۔ مقامی انتظامیہ نے ایک نہایت عمدہ فیصلہ یہ کیا کہ اس متاثرہ علاقے کو سوئی گیس فراہم کر دی گئی تھی جس کے باعث جمعیت کے قائم کردہ خیمہ میں گیس ہیٹرز جل رہے تھے اور اس طرح سردی کی شدت میں لوگوں کو خاصی سہولت میسر آ گئی۔ کھانا بلوچی روایات کے مطابق تھا اور بہت لذیذ تھا۔ اس موقعہ پر گاؤں کے سربراہ بھی موجود تھے۔ دعوت عام تھی۔ تمام حاضرین و موجودین اس میں شریک تھے۔ کھانے سے فارغ ہوئے تو شیلٹر ہومز کے افتتاح کی کارروائی تھی۔ مقامی انتظامیہ کے ساتھ مل کر راقم نے فیتہ کاٹ کر ان گھروں کا باقاعدہ افتتاح کر دیا۔ اب ہمارا رخ ایک دوسرے گاؤں کی طرف تھا جہاں جمعیت نے ایک خوبصورت مسجد کی تعمیر کا کام شروع کر رکھا ہے۔ یہ مسجد اپنی تکمیل کے قریب ہے۔ چھوٹے سے گاؤں میں یہ خوبصورت مسجد بہت بھلی لگ رہی تھی۔ نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ہم واپس کوئٹہ کی طرف رواں دواں تھے۔ اور قریباً ڈیڑھ گھنٹے میں اپنی منزل پر پہنچ گئے۔

رات کو کوئٹہ کلب میں ایک پروگرام رکھا گیا۔ بہت سی تقریریں ہوئیں۔اس پروگرام میں راقم کے علاوہ بلوچستان کی بہت سی معروف شخصیات نے بھی شرکت کی۔ان میں بلوچستان کے دو سابق گورنر صاحبان محترم فضل آغا اور جنرل ریٹائرڈ عبدالقادر بلوچ تھے۔ان کے علاوہ مولانا غلام سرور سابق وزیر محنت وافرادی قوت' حاجی محمد نواز سابق ایڈیشنل ہوم سیکرٹری حکومت بلوچستان' رؤف عطا ایڈووکیٹ ڈپٹی اٹارنی جنرل بلوچستان' مولانا عبدالحق امیر جماعت اسلامی بلوچستان' مولانا عبدالغفور انصاری' عبدالقیوم شیرانی جوژوب سے تشریف لائے تھے۔ان کے علاوہ مولانا عبدالحمید خارانی اور عبدالرزاق خارانی شامل تھے۔

اگلے دن جمعتہ المبارک تھا۔ناشتہ کا پروگرام جمعیت علمائے اسلام کے معروف رہنما مولانا محمد خان شیرانی کے ہاں طے تھا۔ان سے خوب گفتگو رہی۔ ہمارے اس سفر کے دوران مقامی جمعیت نے مختلف ادارے بھی دکھائے جو مختلف علمی اور رفاہی کاموں میں مصروف عمل ہیں۔اس دوران مختلف مقامات کا سفر کرتے ہوئے میں نے بطور خاص یہ چیز ملاحظہ کی کہ جمعیت کے کارکنوں نے وال چاکنگ کے ذریعے عمدہ عبارات اور دعوتی سلوگن دیواروں پر سجا رکھے تھے۔غرض میں مولانا ابوتراب اور ان کی ٹیم کی شاندار کارکردگی سے بہت متاثر ہوا۔ان کے لئے اور ان کے رفقاء کے لئے دل کی گہرائیوں سے ڈھیروں دعائیں نکلیں کہ اللہ تعالیٰ اس مرد مجاہد دین کی خدمت کے لئے سلامت رکھے۔انہیں توفیق مزید اور عمر طویل نصیب فرمائے۔اب واپسی کی تیاری تھی لاہور کے لئے جمعہ ہی کے روز صبح دس بجے فلائٹ کا وقت مقرر تھا اور اس طرح یہ تاریخی سفر اپنے اختتام کو پہنچا۔

جن دوستوں کو قرآن مجید بھول گیا ہے یا قرآن مجید یاد نہیں ہوتا۔ان کے لئے

عظیم خوشخبری

ہماری تیار کردہ دوائی استعمال کریں ان شاءاللہ بھولا ہوا قرآن مجید یاد ہو جائیگا نسیان کا مکمل خاتمہ' سر درد اور بالوں کا گرنا ہمیشہ کے لئے بند

اکسیر دماغ (سفون + روغن)

آزمائش شرط ہے

مجرب نسخہ

مکمل کورس ایک ماہ
تعارفی قیمت 1000 روپے صرف

رابطہ☆ حکیم حافظ محمد ابراہیم خطیب جامع مسجد مقدس اہل حدیث
کوٹ رنجیت سنگھ گوجرانوالہ روڈ شیخوپورہ فون نمبر 0321-4580120